مشاہدات۔1202

ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت تربیت

وقت 5-7 منٹ

”انسان کا سینہ بیت اُللہ اور دل حجرِ اسود ہے“

(مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ مَسۡـُٔوۡلًا (بنی اسرائیل:37)

یقیناً کان اور آنکھ اور دل میں سے ہر ایک سے متعلق پوچھا جائے گا۔

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اُس میں وہ کیا نہیں
واحِد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اِسی میں کہ اُس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اُسی کو یارو! بُتوں میں وفا نہیں

(درثمین)

پیارے سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام عنوان ”انسان کا سینہ بیت اُللہ ہے اور **دل حجرِ اسود ہے**“ کے تحت فرماتے ہیں:

”یہ بات بحضورِ دل یاد رکھو کہ جیسے بیت اُللہ میں حجرِ اسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب، سینہ میں پڑا ہوا ہے۔ بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بُت رکھ دیئے تھے۔ ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا۔ مگر نہیں اللہ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلبِ انسانی بھی حجرِ اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ ماسویٰ اللہ کے خیالات وُہ بُت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔ مکّہ معظمہ کے بتوں کا قلع قمع اُس وقت ہوا تھا جب کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے اور مکّہ فتح ہو گیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہؓ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی سی تھی۔ انسانی قویٰ بھی ایک طرح ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ۔ (النحل:51)۔ اسی طرح پر انسانی قویٰ کا خاصّہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جائے، اُس کی تعمیل کرتے ہیں۔ ایسا ہی تمام قویٰ اور جوارح حکمِ انسانی کے نیچے ہیں۔ پس ماسویٰ اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ اُن پر اسی طرح سے چڑھائی کی جائے۔ یہ لشکر تزکیۂ نفس سے تیار ہوتا ہے اور اسی کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے، چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے: قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰہَا (الشمس:10) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جاوے، تو کُل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور یہ کیسی سچی بات ہے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ جس قدر اعضاء ہیں، وہ دراصل قلب کے ہی فتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ ایک خیال آتا ہے، پھر وُہ جس عضو کے متعلق ہو وُہ فوراً اس کی تعمیل کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ غرض اس خانہ کو بتوں سے پاک وصاف کرنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں۔ اگر تم اس پر عمل کروگے، تو ان بتوں کو توڑ ڈالوگے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 172-173 ایڈیشن 2016ء)

عنوان بالا میں دو الفاظ "بیتُ اللہ" اور "حجرِ اسود" کا اسلامی تعلیمات اور تشریحات سے یہاں احاطہ کرنا ضروری ہے۔ تاسینہ کے ساتھ "بیتُ اللہ" اور دل کے ساتھ "حجرِ اسود" کی جو مماثلت اور مشابہت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے اس کو سمجھنا آسان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بکّہ (مکّہ مکرمہ)، بیتُ اللہ (خانہ کعبہ) اور اس کے طواف کے ذکر میں قرآن کریم میں جو فرمایا ہے اور اس کی برکات اور بلند مقام کا ذکر ملتا ہے۔ مکّہ کی آبادی کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا سامنے رہنی ضروری ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (البقرہ:127)

یعنی جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے ربّ! اس کو ایک پُر امن اور امن دینے والا شہر بنادے اور اس کے بسنے والوں کو جو اُن میں سے اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ہر قسم کے پھلوں میں سے رزق عطا کر۔ اس نے کہا کہ جو کفر کرے گا اسے بھی مَیں کچھ عارضی فائدہ پہنچاؤں گا۔ پھر مَیں اُسے آگ کے عذاب کی طرف جانے پر مجبور کر دوں گا اور (وہ) بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

دوسرے نمبر پر مکّہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اُسے "اُمُّ القریٰ" (الانعام:93) اور "اَلْبَلَدِ الْاَمِيْنِ" (التین:4) قرار دیا۔ نیز خانہ کعبہ کی اوّلین تعمیر انسان کو تہذیب و تمدّن سکھانے کا ذریعہ بنی۔ جیسا کہ فرمایا۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران:97)

یعنی یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے۔ (وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔

پھر ایک خوبی بیتُ اللہ کی یہ بیان ہوئی ہے کہ بیت حرام کے حقیقی مستحق اور والی مؤمن اور متقی ہی رہے ہیں۔ فرمایا۔

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (الانفال:35)

اس کے (حقیقی) والی تو متقیوں کے سوا اور کوئی نہیں۔

حج ہی کے ضمن میں فرمایا زادِ راہ جمع کرتے رہو۔ بہترین اور سب سے اچھا زادِ راہ تقویٰ ہے۔ آیت یوں ہے۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى۔ (البقرہ:198)

حج کا تعلق تقویٰ سے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ بار بار تقویٰ کا ذکر کر رہا ہے جیسے فرمایا۔

نیکی یہ نہیں کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑوں سے داخل ہوا کرو بلکہ نیکی اسی کی ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہوا کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (البقرہ:190)

بیتُ اللہ کو یہ بھی ارفع مقام حاصل ہے کہ اِس کا عمرہ اور حج میں طواف، اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے۔ فرمایا۔ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ (البقرہ:197) یعنی اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔

طواف بیت اللہ کے وقت کی دعائیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:202)

یعنی اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی حَسَنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حَسَنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (البقرہ:128)

یعنی اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ مدِّ نظر رہنی چاہئے۔

بیتُ اللہ کو اہل مکّہ نے صنم کدہ بنا رکھا تھا اور 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز اپنی چھڑی سے اِنہیں توڑ ڈالا۔ بیتُ اللہ کے نواح میں زمزم کا چشمہ ہے جو اپنے پاک وصاف پانی سے دوسروں کو زندگی بخشنے کے کام آتا ہے۔ بیتُ اللہ پر جونہی پہلی نگاہ پڑے تو جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے یہ دعا کی:

"اے خدا! مَیں جو بھی دعا کروں، اسے قبول فرما۔"

بیتُ اللہ کے بارے میں بے شمار احکام اور فضائل میں سے ایک خصوصی حکم اور فضیلت اس گھر کا طواف کرنے والوں کے لئے یہ ہے کہ وہ اللہ کے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک وصاف بنائے رکھو۔ (البقرہ:126)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس گھر کو بتوں سے صاف کرو۔ فرمایا..... (البقرہ:126) یعنی میرے گھر کو فرشتوں کے لئے پاک کرو۔ انسان کا دل خدا کا گھر ہے یہ خدا کا گھر اس وقت کہلائے گا اور اس وقت فرشتوں کا طواف گاہ بنے گا جب یہ اوہام باطلہ وعقائد فاسدہ سے بالکل پاک وصاف ہو۔ جب تک انسان کا دل صاف نہ ہو اس کی عملی حالت درست نہیں ہو سکتی"

(ملفوظات جلد10 صفحہ74-75 حاشیہ)

پیارے بھائیو! جہاں تک حجرِ اسود کی اہمیت وافادیت اور فضیلت وبرکات کا تعلق ہے۔ یہ سیاہ رنگ کا پتھر ہے جو کعبہ کے کونے میں مشرقی جانب دروازہ کے قریب ہے۔ جس کو طواف کے دوران اگر ممکن ہو تو بوسہ دیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ دورانِ طواف اس متبرّک پتھر کا بوسہ لیتے ہوئے اسے مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔ اے حجرِ اسود! تُو تو محض ایک پتھر ہے۔ مَیں تمہیں ہر گز بوسہ نہ دیتا اگر مَیں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ کرتے نہ دیکھا ہوتا۔ تعمیر کعبہ کے وقت قریشِ مکّہ میں اس پتھر کو نصب کرنے پر جھگڑا ہو گیا ہر کسی کی خواہش تھی کہ ہمارے قبیلہ کا سردار اس پتھر کو اٹھا کر مقرّرہ جگہ پر رکھے۔ جھگڑا جب طول پکڑنے لگا تو یہ تجویز پیش ہوئی کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے مسجد کے دروازے سے داخل ہو گا ہم اس سے فیصلہ کروائیں گے۔ قریشِ مکّہ نے اگلے روز جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو باب شیبہ کے پاس کھڑے پایا۔ تو وہ بول اٹھے کہ یہی ہمارے امین ہیں ہم اسی کے فیصلہ پر راضی ہیں چنانچہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفید چادر زمین پر بچھائی اور خود اس متبرّک پتھر کو اٹھا کر چادر میں رکھا اور چاروں قبائل کے ایک ایک سرکردہ شخص کو دعوت دی کہ وہ چادر کے چاروں کونے پکڑ کر اس پتھر کو اوپر اٹھائیں اور خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر کو اپنے دستِ مبارک سے مقرّرہ جگہ پر نصب فرما دیا اور یوں یہ قضیّہ حل ہوا۔

سامعین! اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیتُ اللہ اور حجرِ اسود کی خصوصیات، اس کا بلند مقام ومرتبہ کا ذکر خاکسار اوپر کر آیا ہے۔ ان تمام کو سینہ اور دل پر اپلائی کریں تو یہ خلاصہ سامنے آتا ہے کہ جس طرح بیتُ اللہ کی تعمیر کے وقت جو دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیں ان کو حرزِ جان بنانا ہو گا اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کو خانہ کعبہ کی ظاہری وباطنی صفائی کا حکم ہے۔ اسی طرح ہم سب کو اپنے سینوں کو اخلاقِ سئیہ اور رسومات وبدعات جیسے بتوں سے پاک وصاف کرنا ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یاد رکھو! ہمارا طریق بعینہٖ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا تھا، آج کل کے فقراء نے کئی بدعتیں نکال لی ہیں۔ یہ چلّے اور درود ووظائف جو انہوں نے رائج کر لیے ہیں ہمیں ناپسند ہیں۔ اصل طریقِ اسلام، قرآنِ مجید کو تدبّر سے پڑھنا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرنا اور نماز توجہ کے ساتھ پڑھنا اور دعائیں توجہ اور انابتِ الی اللہ سے کرتے رہنا۔"

(ملفوظات جلد10 صفحہ107)

بیتُ اللہ امن کا ذریعہ ہے بلد امین میں قائم ہے۔ اس کے حقیقی مستحق اور والی مؤمن اور متقی ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا سینہ امن کی قیام گاہ ہونا چاہیے۔ ہماری طرف سے اپنے لیے بھی امن کا پیغام ہو اور دوسروں کے لئے بھی امن وسلامتی اور شانتی کا پیغام بن جائے۔ ہم نماز کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ دونوں اطراف کہتے ہیں یہ دراصل سلامتی کا پیغام ہے جو ہم اپنے دائیں اور بائیں اطراف بسنے والوں کو دیتے ہیں۔

انہیں لڑائی جھگڑے اور تکرار سے اجتناب کرتے رہنا چاہیے۔ ہم نمازیں پڑھیں اپنے اللہ سے مضبوط تعلق رکھیں کہ ہمارا سینہ روحانیت اور نورانیت سے معمور ہو۔ ہم نیکیوں، خوبیوں کا خزانہ بطور زادِ راہ رکھیں۔ یہی زادِ تقویٰ کا ہے۔ جو ہمارا ورثہ ہے اور ہمارے سینے اس سے منوّر ہوں۔ ہم ان دروازوں سے داخل ہوں جن کی نشاندہی اللہ تعالیٰ نے قرآن اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بیان فرمائی ہے۔ یہ دراصل اخلاقِ حسنہ اور نیکیوں کے دروازے ہیں۔ ہمارے سینوں سے روحانی اخلاقی پانی کے ایسے چشمے پھوٹنے چاہئیں جس کے مصفّیٰ پانی سے ہم اپنے سینوں کو دھوئیں اور یہی پانی دوسروں کی صفائی وپاکیزگی کا باعث ہو۔ الغرض ہمارے سینے ایسے

پاک وصاف ہوں کہ ان کے طاقچوں میں دل بصورت حجرِ اسود کے ہو۔ حضور علیہ السلام نے درست فرمایا کہ انسان کا سینہ بیتُ اللہ اور دل حجرِ اسود ہے۔ آپؑ کے اس ارشاد کو جو اس ضمن میں خاکسار نے آغاز میں بیان کیا ہے، لے کر اپنے سینوں کو بیتُ اللہ اور دلوں کو حجرِ اسود بنانے کی کوشش میں لگے رہنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”جیسے بیت اللہ میں حجرِ اسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب، سینہ میں پڑا ہوا ہے...... قلبِ انسانی بھی حجرِ اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ، بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 172۔173)

اس اقتباس کے سیاق وسباق کو دیکھیں تو یہ مفہوم نکھر کے سامنے آتا ہے کہ جس طرح بیت اللہ، بتوں سے پاک ہے اور اس میں حجرِ اسود ہے جس کا بوسہ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کا سینہ ماسوائے اللہ کے، دل کا اندرونہ تمام امور سے پاک وصاف ہو۔ کسی ایسی بات کا شائبہ تک نہ ہو جس سے شرک کی بو آئے۔ رسومات وبدعات کے بتوں سے پاک وصاف دل سینہ میں ہو۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

”اس گھر کو بتوں سے صاف کرو تا یہ خدا کا گھر کہلائے۔ فرمایا **طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ** (البقرۃ:126) یعنی میرے گھر کو فرشتوں کے لئے پاک کرو۔ **انسان کا دل خدا کا گھر ہے۔** یہ خدا کا گھر اس وقت کہلائے گا اور اس وقت فرشتوں کا طواف گاہ بنے گا جب یہ اوہام باطلہ وعقائد فاسدہ سے بالکل پاک وصاف ہو۔ جب تک انسان کا دل صاف نہ ہو اس کی عملی حالت درست نہیں ہو سکتی۔“

(بدر مورخہ 9 جنوری 1908ء جلد 7 نمبر 1)

یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مورخہ 27 دسمبر 1907ء کو جلسہ سالانہ کی تقریر کے ہیں جو ایڈیٹر بدر نے اخبار بدر میں روایت کیے ہیں۔ ملفوظات میں ایڈیٹر الحکم نے اس مضمون کو یوں نقل کیا ہے۔

”یادرکھو یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ خبیث اور طیب کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ابھی وقت ہے کہ اپنی اپنی اصلاح کر لو۔ یادرکھو کہ انسان کا دل خدا کے گھر کی مثال ہے۔ خانہ خدا اور خانہ انسان ایک جگہ نہیں رہ سکتا جب تک انسان اپنے دل کو پورے طور پر صاف نہ کرے اور اپنے بھائی کے لئے دکھ اٹھانے کو تیار نہ ہو جائے تب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف نہیں ہو سکتا اور یہ باتیں مَیں اس واسطے بیان کرتا ہوں کہ آپ لوگ جو یہاں قادیان میں آئے ہو ایسا نہ ہو کہ پھر خالی کے خالی ہی واپس چلے جاؤ۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ معلوم نہیں کہ آئندہ سال تک کون مرے اور کون زندہ رہے گا اس لئے سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے۔“

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 174۔175)

پھر آپ کیا ہی عمدہ الفاظ میں دل کی صفائی کرنے کی طرف یوں توجہ دلاتے ہیں۔

”جب انسان میں اللہ تعالیٰ کی محبت جوش زن ہوتی ہے تو اس کا دل سمندر کی طرح موجیں مارتا ہے۔ وہ ذکرِ الٰہی کرنے میں بے انتہا جوش اپنے اندر پاتا ہے اور پھر گن کر ذکر کرنا تو کفر سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عارف کے دل میں جو بات ہوتی ہے اور جو تعلق اپنے محبوب ومولا سے اُسے ہوتا ہے وہ کبھی روا رکھ سکتا ہی؟ نہیں یہ تسبیح لے کر دانہ شماری کرے۔ کسی نے کہا ہے مَن کا منکا صاف کر۔

انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کو صاف کرے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرے تب وہ کیفیت پیدا ہو گی اور ان دانہ شماریوں کو ہیچ سمجھے گا۔“

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 720 ایڈیشن 1984ء)

دلوں کی صفائی کے حوالے سے فرمایا۔

”بہت کم لوگ ہیں جو کہ دلوں کو صاف کرتے ہیں۔ اگر ایک پاخانہ (ٹائیلٹ۔ ناقل) میں سے پاخانہ تو اٹھا لیا جاوے مگر اس کے چند ریزے باقی رہیں تو کسی کا دل گوارا کرتا ہے کہ اس میں روٹی کھاوے۔ اسی طرح اگر پاخانہ کے ریزے دل میں ہوں تو رحمت کے فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 263)

پھر فرمایا۔

”دل کو پاک صاف کرنا بھی ایک موت ہوتی ہے۔ جب تک انسان محسوس نہ کرے کہ مَیں اب وہ نہیں ہوں جو کہ پہلے تھا تب تک اسے سمجھنا چاہئے کہ مَیں نے کوئی تبدیلی نہیں کی“

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 385)

حدیث میں ہے کہ انسانی جسم میں ایک عضو ایسا ہے کہ اگر وہ درست ہو تو جسم کے باقی اعضاء بھی درست سمت رہیں گے اور وہ عضو دل ہے۔ اس کی اہمیت اور افادیت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دل کی صفائی کو مختلف زاویوں اور مختلف مثالوں سے سمجھایا ہے کہ اگر دل کو صاف رکھتے ہیں تو پھر عرفان اور ایقان بھی نصیب ہو جاتا ہے۔ دل کی صفائی کو آپ نے ایک اور حسین انداز میں برتنوں کو قلعی یعنی پالش کروانے کے حوالہ سے سمجھایا ہے۔ شاید آج کی نوجوان نسل اس کو نہ سمجھ سکے ورنہ پُرانے وقتوں میں پانڈے قلعی کرنے والے گلی کوچوں میں ”پانڈے قلعی کروالو“ (برتن چمکا کر نئے بنانے) کی صدائیں بلند کیا کرتے تھے اور خواتین اپنے برتن بالخصوص پیتل، تانبے اور ایلومینیم کے برتن قلعی کروایا کرتی تھیں۔ بلکہ ہم دیکھتے رہے ہیں کہ دیہاتی خواتین اپنے کمروں کی پرچھتیوں پر سے پیتل کے برتن اُتار کر سال میں ایک بار ضرور قلعی کرواتی تھیں ورنہ کَس کھلنے کا محاورہ استعمال ہوتا تھا۔ آج کل کیٹرنگ کرنے والے اپنے تانبے کے برتنوں، دیگچوں اور دیگوں کو قلعی کرواتے رہتے ہیں۔

اس حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادے تھے۔ جیسے کہ ایک برتن قلعی کرا کر صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ان لوگوں کے دل تھے جو کلامِ الٰہی کے انوار سے روشن اور کدورتِ نفسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے گویا قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا(الشمس:10 ناقل) کے سچے مصداق تھے۔“

(ملفوظات جلد ششم ایڈیشن1984ء صفحہ 15)

اسی مضمون کو ایڈیٹر صاحب بدر نے یوں نقل کیا ہے۔

”جب ایک برتن کو مانجھ کر صاف کر دیا جاتا ہے پھر اس پر قلعی ہوتی ہے اور پھر نفیس اور مصفّا کھانا اس میں ڈالا جاتا ہے۔ یہی حالت ان کی تھی۔ اگر انسان اسی طرح صاف ہو اور اپنے آپ کو قلعی دار برتن کی طرح منوّر کرے تو خدا تعالیٰ کے انعامات کا کھانا اس میں ڈال دیا جاوے۔

(بدر جلد 2 نمبر 23 صفحہ 177 مورخہ 26 جون 1903)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احبابِ جماعت کے دلوں کو صاف ستھرا رکھنے کی اس قدر فکر دامنگیر تھی کہ ایک موقع پر دل کو صندوقچی سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح پُرانے وقتوں میں ہماری بزرگ خواتین نے گھروں میں صندوقچیاں رکھی ہوتی تھیں۔ جن کو چھوٹی چھوٹی جندریوں (تالوں) سے بند رکھا ہوتا تھا اور چابی انہوں نے اپنے پاس محفوظ کی ہوتی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد وہ ان صندوقچیوں کو کھول کر کپڑوں وغیرہ کو ہوا لگوایا کرتیں، صاف کرتی تھیں اور کیڑے مکوڑوں اور جراثیم سے حفاظات کے لئے فنائل کی گولیاں رکھا کرتی تھیں۔ بعض اوقات صندوقچی کو کھول کر اسے صاف کرنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی تھیں مگر وہ صرف اپنے کپڑوں کی تہوں کو بدل دیتی تھیں جس سے کپڑے صاف بھی ہو جاتے اور ان کپڑوں کی عمر بھی بڑھ جاتی۔ پُرانی بزرگ خواتین کے گھریلو معاملات سے بہت سبق ملتا رہتا تھا۔ دیہاتوں میں کمروں کی دیواروں پر لکڑی کے شیڈ بنا کر وہ اپنے برتن سجایا کرتی تھیں۔ وہ ان پر جھاڑ پونچھ تو ہر دوسرے تیسرے دن کرتی تھیں مگر چھ ماہ یا سال کے بعد ان تمام برتنوں کو اُتار کر دھوتیں، صاف کپڑے سے چمکاتیں، پھر پرچھتی کو بھی صاف کرتیں اور دوبارہ قدرے ترتیب تبدیل کرا نہیں سجا دیتی تھیں۔

گھروں کی اور انسانی بدن کی اس ظاہری صفائی کے عمل کو ہمیں دل کی اندرونی صفائی پر بھی لاگو کرنا چاہیے۔ اور دل جو صندوقچی ہے اس کی چابی انسان کے اپنے پاس ہوتی ہے اُسے کھول کر صاف کرنا، اس کے اندر کی اشیاء کو اٹھانا، پلٹانا اور دعاؤں، نئے عزم و ارادہ کے مُصفّٰی پانی سے اُسے دھونا اور تقویٰ کے صاف کپڑے سے اسے مزید پاک صاف اور خشک کرنا ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے۔“

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 417)

سامعین! انسان کے اپنے دل کا اپنے وجود اور جسم کے ساتھ گہرا تعلق تو ہوتا ہی ہے۔ ماحول میں بسنے والے عزیز و اقارب، دوست احباب حتٰی کہ غیروں سے بھی اس کا دل تعلق رکھتا ہے۔ جماعت احمدیہ میں ہم میں سے ہر ایک داعی الی اللہ اور داعی الی الخیر ہے۔ اسی لئے دعوتِ الی اللہ کی کامیابی کا تعلق ہمارے اپنے نمونہ پر منحصر ہوتا ہے، جس کے لیے دل کا صاف ستھرا ہونا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”پہلے گھر صاف ہو تو پھر دوسرے لوگوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔“

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 116)

جب اپنا دل صاف ہو تو سچے دل سے نکلی ہوئی بات دوسروں کے قلب و ذہن پر اپنا نقش چھوڑ جاتی ہے۔ اسی لئے تو مشہور ہے کہ: ”جو دل سے نکلتی ہے، وہ اثر رکھتی ہے“ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

”سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل“

کہ بات جو کسی کے دل سے نکلتی ہے وہ دوسروں کے دل پر بیٹھ جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضرب المثل کا ذکر زیرِ عنوان ”فلاح الدارین کے حصول کے طریق“ کے تحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبّر نہ کرو، بدکاریوں سے بچو مگر جو اُن کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کر لو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل، ایڈیشن 2016ء صفحہ 57)

مادی اور روحانی زمین (کھیتی) کی کیا عمدہ اور احسن مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے اور ساتھ سمجھایا بھی ہے کہ جس طرح زمیندار فصل یا باغبان پھل حاصل کرنے کے لئے محنت کرتا ہے اسی طرح ایک مؤمن کو روحانی فصل اور پھل کی کاشت کے لئے دل کی زمین پر محنت کرنا ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درج بالا ارشاد کو آج کی زراعت کے تناظر میں دیکھیں تو کسان اوّل تو نہری زمین کی تلاش کرتا ہے اگر نہری نہ ہو تو فصل کو پانی دینے کے لئے مناسب منصوبہ بندی کرتا ہے۔ آج کل مختلف قسموں کے بیج مارکیٹ میں دستیاب ہوتے ہیں۔ ان میں سے اچھی جھاڑ والے بیج کا وہ انتخاب کرتا ہے۔ بیج لگانے سے قبل زمین کو ہل کے ذریعہ نرم کرتا ہے۔ زائد جڑی بوٹیاں تلف کرتا ہے۔ پھر اچھے جھاڑ اور کیڑے مکوڑے مارنے کے لئے مختلف کھادوں اور ادویات کا انتخاب کرتا ہے۔ پھر جب فصل تیار ہو جاتی ہے تو دیکھنے والے کو بھی بھلی لگتی ہے اور کسان فصل کو کاٹ کر فوری طور پر بارش، آندھی اور ہواؤں سے محفوظ کرنے کے لئے اسٹور کرتا ہے۔

یہ تو فصل کی بات ہوئی۔ باغبان، مختلف پھلوں کے پودوں کے چناؤ کے لئے اپنے دوستوں سے مشورہ کرتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض باغبان بغیر Seed والے پھلوں کے پودوں کے حصول کے لئے دور و نزدیک کی نرسریوں کے چکر لگاتے ہیں۔ ان پودوں کو اپنی زمین پر لگانے کے لئے تیاری کرتے ہیں۔ زمین تیار کی جاتی ہے۔ مناسب پانی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ تا پھل جوسی ہو حتیٰ کہ کسان یا باغبان اس دوران آسمان سے بارش کی صورت میں بھی پانی کا طلب گار ہوتا ہے۔ پھر جب پودے پھل دینے لگ جاتے ہیں تو پھلوں کو احتیاط کے ساتھ اُتار کر محفوظ کیا جاتا ہے۔ مارکیٹ میں پھل بھجوانے سے قبل اس کو پانی سے دھویا جاتا ہے یا کپڑے سے صاف کیا جاتا ہے بلکہ بعض باغبان تو ہلکے سے سرسوں کے تیل سے پھل کو چمکاتے بھی ہیں تا گاہکوں کی آنکھوں کو بھلا محسوس ہو اور زیادہ دام ملے۔

ان فصلوں اور پھلوں کی تیاری اور مارکیٹ میں آنے کے بعد ایک اہم اور ضروری سبق جو ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ان سے عوام الناس مستفیض ہوتے ہیں۔ ایک صوفی جان جاناں ایک لڈو کو بڑے مزے لے لے کر کھا رہے تھے۔ ایک Bite لے کر آہستہ آہستہ چباتے۔ مزے لیتے۔ خدا کا شکر ادا کرتے اور کہتے کہ کسی کسان نے اپنی زمین پر ہل چلایا ہو گا۔ بیج بویا ہو گا، پانی دیا ہو گا، کھاد دی ہو گی، لوگوں کے ساتھ مل کر کٹائی کروائی ہو گی، وہ گنّا شوگر مل میں لے گیا ہو گا۔ جہاں مختلف لوگوں کی مدد سے چینی بنی ہو گی۔ جو مارکیٹ میں آئی۔ جہاں سے حلوائی نے خریدی۔ گھر لایا اور دوسری اجناس کے ساتھ جن کی تیاری پر بھی وہ تمام Process گزرا ہو گا جو اوپر چینی کی تیاری میں بیان ہوا۔ پھر اِسے بھٹی پر چڑھایا۔ جس میں لکڑیاں استعمال ہوئیں اور اس کی تیاری میں بھی بعض لوگوں نے اپنے آپ کو جان جوکھوں میں ڈالا ہو گا۔ پھر حلوائی

کی محنت سے یہ لڈو تیار ہو کر بازار میں آیا۔ اس کے ایک ایک ذرّے میں جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر ہم پر لازم ہے اس نے اتنے بندوں کو اس ایک ذرّہ کی تیاری کے لئے بنایا وہاں ان تمام بندوں کا بھی انسان کو شکر گزار ہونا چاہئے۔ اس لئے مَیں اسے ذرّہ ذرّہ کھا کر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔

آئیں! دیکھتے ہیں کہ "دل کی زمین" پر کون کون سے روحانی پھل اور فصلیں اُگائی جاسکتی ہیں اور اس کے لئے کون کون سے بیج اور کس پانی کی ضرورت ہے اور کس طرح Cultivation کرنی ہے۔

دل کی زمین سے عمدہ جوس اور ذائقہ دار پھل اور دیگر فصلیں لینے کے لئے اسی Process سے گزرنا پڑتا ہے۔ جس کا ذکر اوپر مادی پھل اور فصل کے حصول میں ذکر ہو چکا ہے۔ انسان کو ہر وقت چاہئے کہ اپنے دل کو ہل چلانے کی طرح الٹا تا پلٹا تا رہے۔ خالقِ حقیقی کا خوف ہر وقت دل میں رکھے جس سے خس و خاشاک اور دیگر جڑی بوٹیوں کی صورت میں جو بدیاں اور بُرائیاں ہیں وہ تلف ہوتی رہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس کی دی ہوئی کتاب قرآن مجید، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت واحادیث سے اور آج کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے ارشادات و ہدایات کے روحانی پانی سے اپنے دل کی زمین کو سیراب کرتا رہے۔ جب زمین نرم ہو جائے تو تقویٰ کا بیج بوئے جس کے ساتھ قرآن و حدیث میں بیان اخلاقِ حسنہ کے بیج بھی بوئے نیز اپنے ماحول میں جو نیک اور صالح لوگ بس رہے ہیں ان کو بھی باریکی سے پڑھے اور ان میں پائی جانے والی نیکیوں اور اپنے اللہ سے ملاپ کی اداؤں کو بطور کھاد کے دل کی زمین پر اُگنے والی فصل اور پودوں کو دے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ جو آسمانی روحانی پانی روزانہ نازل ہوتا ہے۔ اس سے دل کی زمین کو سیراب کرے، رات تہجد کی دُعاؤں کے پانی کو بھی استعمال کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے مشورے حاصل کرے جو ہر جمعہ کے روز خطبہ میں ہمیں ملتے رہتے ہیں جس طرح کسان تمام محنت کرنے کے بعد پھل کے حصول کے لئے خدا پر بھروسہ کرتا اور دعائیں کرتا ہے اسی طرح دل کی زمین کو سرسبز و شاداب کر کے اپنی ڈوری خدا پر چھوڑ دے۔ اس پر توکّل کرے اور انجام کا انتظار کرے۔

ایک مومن کو دل کی کھیتی میں جو روحانی فصل بونی چاہئے اور روحانی پھل لگانے چاہئے ان کی فہرست یہاں دی جارہی ہے۔

توکّل علی اللہ، محبتِ الٰہی، حب رسول، ذکرِ الٰہی، شکرِ الٰہی، تقویٰ و طہارت، رجاء وامیدِ الٰہی، توبہ و استغفار، عبادات، نماز، زکوٰۃ، انفاق فی سبیل اللہ، روزہ، نوافل، تلاوتِ قرآن، امر بالمعروف و نہی عن منکر، ماں باپ کی خدمت، صلہ رحمی، عزیز و اقارب کے حقوق و فرائض، حسنِ معاشرت، سچائی، پڑوسی کے حقوق، تیمارداری، عیادت و تعزیت، اطاعت، امانت و دیانت، وفائے عہد، احترام آدمیت، یتامیٰ اور کمزوروں سے حسن سلوک، قناعت، حلم و بردباری، برداشت (جس طرح فصل سردی کی شدت اور گرمی کی حدّت برداشت کرتی ہے) اور بہت سے اخلاقِ حسنہ۔

جہاں تک ان جڑی بوٹیوں کو تلف کرنا ہے جو بدیوں، بُرائیوں کی صورت میں دل کی زمین پر جگہ پالیتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ تکبّر و غرور، ایذا رسانی، حق تلفی، حسد، بغض و کینہ، قطع تعلق، جھوٹ، بدزبانی، گالی گلوچ، بدنظری، تجسّس، عیب جوئی، غیبت، چغلی، خیانت، بے ادبی وغیرہ اور بہت سے اخلاقِ سیئہ عام مادی فصل سے کھیت اور پھلوں سے باغ سج جاتے ہیں جو خوبصورت لگتے ہیں، دوسروں کو بھلے لگتے ہیں اسی طرح ایک مومن کے دل کی کھیتی میں فصل اور پھل، اس کے اعمال سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک مومن کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، لوگوں سے وہار وغیرہ اردگرد شہریوں کو اچھے لگنے چاہئے۔ بھلے محسوس ہوں اور اس کی اعمال کی شیرینی سے دوسرے مؤمن بھی استفادہ اُٹھائیں۔ مؤمن کو دیکھ کر دوسرے مؤمن کے اندر روحانی گرمائش پیدا ہو اور یہ روحانی آگ ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے اور علیٰ ہذا القیاس تمام مومنوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دل اور سینہ کو دنیا ومافیہا کی آلائشوں جیسے کینہ، بغض، نفرت، ریاکاری، جھوٹ، تکبّر، بدکاری اور بد رسوم وغیرہ سے محفوظ رکھنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

✡✡✡✡